Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
خطبہ نمبر 12
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
213029
CPL 61
پیر 4 مئی 1998ء 7 محرم 1419ھ 4 ہجرت 1377ہش | جلد 48-83 نمبر 94

نرمی اختیار کرو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں ایک ایسے اُونٹ پر سوار ہوئی جو اڑیل تھا اور مجھے تنگ کر رہا تھا تو میں نے اسے اِدھر اُدھر دوڑانا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا۔

نرمی اختیار کرو۔

(مسلم کتاب البروالصلہ باب فی فضل الرفق)

اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں

ساری جماعت ایک مرکز کے گرد اس طرح اکٹھی ہو جائے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد کی ملکہ کے گرد اکٹھی ہو جاتی ہیں

امام جماعت کے خطبات کی اہمیت کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات

"آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ (امام جماعت) کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں۔ ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں۔ روس کے ہوں یا امریکہ کے 'سب اگر (امام جماعت) کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے جلدوں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے مگر دل کا ایک ہی رنگ ہوگا۔ ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہوگا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ (کلام الٰہی) کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے (کلام الٰہی) کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے۔

اپنی اولاد کو خطبات سنانے کا انتظام کریں اور انہی الفاظ میں سنائیں 'خلاصوں پر راضی نہ ہوں...... اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں اگر آپ یہ کریں گے تو ان پر بہت بڑا احسان کریں گے۔ اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہوں گے ان کو غیروں کے حملے سے بچانے والے ہوں گے۔ ان کے اخلاق کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31-مئی 1991ء بمقام بیت الناصر پیرامار یبو سرینام)

"میں تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ جن کمزوروں کے دل میں ایک اچنبھے کی خاطر ہی سہی تعجب کی وجہ سے ہی سہی ایک شوق تو پیدا ہوا ہے کہ وہ مجھے دیکھیں اور مجھے سنیں ٹیلی ویژن کے ذریعے سے۔ اگر وہ ایک دو دفعہ سن کر واپس چلے جائیں تو ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جو آئے وہ مستقل آجائے۔ جو ہمارا ہو ہمارا ہو کر رہ جائے۔ آکر چلے جانے والوں سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ دل میں بڑی تمنا یہ ہے کہ ساری جماعت ایک مرکز کے گرد اس طرح اکٹھی ہو جائے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد کی ملکہ کے گرد اکٹھی ہوتی ہیں اور اپنی الگ زندگی کا تصور ہی نہیں کر سکتیں اور الگ زندگی میں وہ Survive نہیں کر سکتیں۔ یعنی ان کی بقاء کی کوئی ضمانت نہیں لازماً اکیلی اکیلی مکھی مرجایا کرتی ہے تو یہی روحانی جماعتوں کا حال ہوا کرتا ہے...... پس جو بکھرے بکھرے احمدی ہیں جو کناروں پر چلے گئے جن کا مرکز سے تعلق کمزور ہو گیا ہے اب بہت اچھا موقع ہے کہ ان کو جب وہ ایک دفعہ آجائیں تو انہیں اپنا لیا جائے ان سے محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے آئندہ ان کو اگر وہ نہ آئیں تو ان کو بلانے کے لئے آدمی بھیجے جائیں اور کمزوروں کی تلاش کی جائے کہ جہاں جہاں کوئی کمزور ہے وہاں اس تک پہنچ کر اسے یہ تحریک کی جائے کہ ایک دفعہ آجاؤ دیکھ تو لو اور پھر رفتہ رفتہ امید رکھتا ہوں کہ جو آجائے وہ آہی جاتا ہے خدا کے فضل سے۔ ہر جگہ سے خبریں مل رہی ہیں کہ جو ایک دفعہ آجائے پھر وہ نہیں چھوڑتا بار بار آتا ہے (-) تو اس سلسلے کو اللہ کے فضل سے زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں اور ہوگا تو سہی کیونکہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کی تقدیر ہے جس نے جماعت کو اس نئے دور میں داخل کیا ہے۔ اور اب یہ سلسلہ پھیلنا ہی پھیلنا ہے کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اس کو ہوا کے رخ پر چل کر اس کی مدد کریں تو مفت کا ثواب حاصل ہوگا۔"

(خطبہ جمعہ 8-جنوری 93ء مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 12-جنوری 93ء)

☆......☆......☆......☆

حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بلجیئم کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ یکم مئی 98ء براہ راست نشر نہیں ہو سکا۔

☆......☆......☆......☆

تاریخ احمدیت-4-مئی 1984ء

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع نے پاکستان سے لندن تشریف لے جانے کے بعد بیت الفضل لندن میں اس دور کا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں تمام دنیا کے احمدیوں کو دین کی خاطر مدد کے لئے آواز دی۔ اور آئندہ پروگراموں کا اعلان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا کے احمدیوں نے اس آواز پر والہانہ لبیک کہا اور خدمت دین پر کمربستہ ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو بے شمار فضلوں اور رحمتوں سے نوازا ہے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کے اہم تازہ پروگرام

پیر - 4 مئی 1998ء

- 7-05 صبح۔ اردو کلاس۔
- 10-45 صبح۔ چلڈرنز کارنر۔ واقفین نو ہ پروگرام۔
- 11-20 دوپہر۔ درس کلام الٰہی۔ 24-1-97۔
- 3-30 دوپہر۔ پی ٹی شو۔ حصہ اول۔

اتوار 5- مئی 1998ء

- 8-25 صبح۔ احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی۔
- 11-20 دوپہر۔ پشتو پروگرام۔ خطبہ جمعہ 27-9-96۔
- 2-20 دوپہر۔ اردو کلاس
- 7-10 رات۔ ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔

☆......☆......☆......☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 20- فروری 1998ء بمطابق 20 تبلیغ 1377 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (-) نے سورہ آل عمران آیت 186 کی تلاوت کی اور فرمایا:-

(-) ہر جان نے موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے۔ ہر جان کے لئے مقدر ہے کہ وہ موت کا مزہ چکھے (-) اور تم اپنے بھرپور اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے۔ یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ اس دنیا میں اجر نہیں دیئے جاؤ گے (-) مطلب ہے بھرپور، ہر پہلو سے زیادہ سے زیادہ اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے (-) پس جو بھی آگ سے دور رکھا جائے گا (-) اور جنت میں داخل کیا جائے گا (-) پس یقیناً وہ کامیاب ہو گا (-) اور دنیا کی زندگی تو ایک دھوکے کا فائدہ اٹھانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ آیت کریمہ زندگی اور موت کا فلسفہ بیان فرما رہی ہے۔ (ہر جان نے موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے) میں ہر شخص جس کی جان ہے، ہر وجود جس کی جان ہے اس میں جانور بھی شامل ہیں اور انسان بھی شامل ہیں، جو بھی نفس رکھتا ہے اس نے بہرحال مرنا ہے اور جو جزاء دیئے جانے والے لوگ ہیں ان کو قیامت کے دن جزاء دی جائے گی یعنی بھرپور جزاء دی جائے گی۔ اس تعلق میں جو میں اقتباسات حضرت (بانی سلسلہ) کے پڑھ رہا ہوں اور پچھلے خطبے میں بھی ایک اقتباس جاری تھا جب وقت ختم ہو گیا اب میں دوبارہ پڑھ رہا ہوں، وہ یہ ہے۔

"دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبہ اور تربد میں اگر وہ صفات نہ پائے جائیں جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بار بار اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔" **تو جس طرح ایک طبیب اس دنیا کی زندگی میں ان دواؤں کو جن کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے جب اپنے اثر سے خالی دیکھتا ہے تو وہ ردی کی طرح اٹھا کے پھینک دیتا ہے تو ایمان کے بھی ایسے ہی نشانات ہیں جو دلوں میں ظاہر ہونے چاہئیں یعنی انسان کے اعمال میں ظاہر ہونے چاہئیں۔ اگر ایمان کا گھونٹ پیا ہو اور وہ اثر نہ دکھائے تو کیا خدا کو طبیب جتنا بھی علم نہیں ہو گا کہ وہ پہچان لے کہ یہ ایمان گندہ اور ناقص تھا۔ اس میں ایمان کی صفات ہی نہیں ہیں۔** پس دوائیں اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہیں ناموں سے نہیں پہچانی جاتیں اور ایمان بھی اپنی صفات سے پہچانا جاتا ہے نام سے نہیں پہچانا جاتا۔ یہ مضمون ہے جو حضرت (بانی سلسلہ) بیان فرما رہے ہیں اور وہ حصہ عبارت کا جو پڑھنے سے رہ گیا تھا وہ آج میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

"یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر **لا الہ الا اللہ** کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے۔" اب یہ سادہ سی عام بات دکھائی دیتی ہے جو ہر کسی کو معلوم ہونی چاہئے **مگر ایمان سچا ہو تو اس کے ساتھ اللہ کی کبریائی داخل نہ ہو، یہ بالکل غلط اور بے معنی تصور ہے۔**

اس ایک جملے میں حضرت (بانی سلسلہ) نے تمام، ہر قسم کے گناہوں پر جرأت کا فلسفہ بیان فرما دیا ہے اور ان کا علاج صرف ایک ہے، ایمان۔ اسی مضمون کو بعض اور تحریروں کی صورت میں میں نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں کہ اگر تم دیکھ لو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے، جانتے ہو کہ زہریلا ہے اور بل سے منہ نکال کر پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاتا ہے ناممکن ہے کہ تم اس میں انگلی ڈالو خواہ وہ سانپ بظاہر کیسا ہی خوبصورت کیوں نہ دکھائی دے۔ **تو ایمان کی حقیقت انسان کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر جانتا ہے کہ میرا عمل اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی پکڑ سے پھر مجھے کوئی بچا نہیں سکتا تو ناممکن ہے کہ وہ گناہ پر جرأت کرے۔**

پس ایمان کے ساتھ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لا الہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم انسان کے جسم میں داخل ہو جائے۔ یعنی اس میں خدا کے سوا باقی کوئی نہ رہے۔ سارے اسلام کا خلاصہ یہ ہے، سارے ایمان کا خلاصہ یہ ہے۔ تمام زندگی کے اونچ نیچ کیوں پیدا ہوتے ہیں اس کا خلاصہ اسی عبارت میں بیان فرما دیا گیا ہے۔ کبھی انسان خدا کے قریب تر ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں اونچا ہو گیا ہوں، کبھی وہ خدا سے دور ہٹتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں نیچا ہو گیا ہوں۔ یہ زیر و بم زندگی میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اگر آپ اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں تو ہمیشہ ان کا تعلق ایمان کی وضاحت یا اس کے ابہام کے ساتھ ہو گا۔ **جہاں ایمان، جیسا کہ کبھی کبھی تجربے میں آیا ہے، ایک دم کھل کے اپنی جلوہ نمائی کرے وہ وقت ہے جب انسان حقیقت میں سب سے اونچا ہوتا ہے اور بدی سے دور تر ہوتا ہے۔** اور جب انسان کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتا ہے، ایمان رکھتے ہوئے بھی اس کے تقاضوں سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ ایک اندھیرے کے سائے میں چلا جاتا ہے۔ اور وہاں سے گناہ کئی بھیس بدل کر اس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ پس اس پہلو سے حضرت (بانی سلسلہ) کی مزید نصائح میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور آپ ہی کے الفاظ میں ان نصائح کا لطف آتا ہے ورنہ اپنی زبان میں ترجمہ محض اس لئے کرتا ہوں کہ بہت سے ہمارے کم تعلیم یافتہ ان پڑھ لوگ بھی ہیں ان کو اگر سمجھایا نہ جائے تو وہ عبارتیں ان کو سمجھ نہیں آ سکتیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ۔ پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت دار النصر غربی ربوہ۔ قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے۔" ایمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی سکونت پر منتج ہوتا ہے۔ آپ کو دنیا میں جس چیز پر ایمان ہی نہیں اس کا تصور آپ کے اندر سکونت پذیر نہیں ہو سکتا۔ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں کہ ایمان کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دور کا واہمہ ہو۔ **اللہ پر سچا ایمان ہو تو اللہ آپ کی ذات میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ فرمایا اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مرجاتی ہے۔ یہ ہے ایمان کی نشانی۔** پس اگر تربد کی نشانی ہے یا بنفشہ کی نشانی ہے یا اور چیزوں کی نشانی ہے تو ایمان کی بھی تو ایک نشانی ہونی چاہئے اور ایمان کی یہ اصل نشانی ہے۔ "گناہ کی فطرت مرجاتی ہے۔ اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا میں از سرنو پیدا ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی اور روحانی زندگی کا تولد ہوتا ہے جیسے بچہ کا تولد ہوتا ہے۔" بچے کا تولد بھی انسانی زندگی میں ایک ایسا فعل ہے جو دوہرایا جاتا ہے۔ انسان کی روح سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ایمان کی برکت سے پیدا ہوتا ہے اگر ایمان نہ ہو تو انسانی زندگی میں وہ نیا بچہ پیدا نہ ہوگا۔ اب حضرت (بانی سلسلہ) کی اس عبارت کی تشریح کے بعد قرآن کریم کی اس آیت کی طرف میں واپس لوٹتا ہوں جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔

(-) ہر شخص نے ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہاں ظاہری موت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک قسم کی موت کی بات ہو رہی ہے۔ ہر شخص یا شیطان کے ہاتھوں ہلاک ہو گا یا اللہ کی خاطر خود اپنے آپ کو قربان کر دے گا۔ یہ دو ہی امکانی موتیں ہیں جو روحانی زندگی میں رونما ہوا کرتی ہیں۔ پس (-) مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اس دنیا میں یا تو ضرور ہلاک ہو جائے گا اور شیطان کے ہاتھوں مارا جائے گا یا اللہ کی خاطر جیسے ابراہیمؑ نے اپنے بچے کو پیش کر دیا تھا اور اس سے پہلے اپنے نفس پر چھری پھیری تھی اسی طرح وہ ابراہیمؑ کی طرح اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لے گا۔ یہ مقدر ہے اس عمل سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔

(-) اس میں یہ خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن تمہیں بھرپور اجر دیا جائے گا لیکن اس دنیا میں نئی زندگی کی صورت میں اجر دیا جا چکا ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو قیامت کے دن بھرپور اجر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ **پس اس نئی پیدائش کے بعد اگر وہ شیطانی پیدائش ہے یعنی شیطانی موت کے نتیجے میں ایک بظاہر زندگی ملتی ہے تو اس کا بھی بھرپور اجر قیامت کے دن دیا جائے گا۔** اور اگر روحانی موت تھی خدا کی خاطر اور روحانی زندگی تھی جو اس موت کے بعد لازماً عطا ہونی تھی تو اس کا بھی بھرپور اجر قیامت کے دن پایا جائے گا۔

اور پہچان یہ ہوگی (-) اس وقت جو آگ سے دور کیا جائے گا آگ سے بہت دور رکھا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا وہی ہے جو کامیاب ہوگا۔ اور (-) مطلب ہے یقیناً کامیاب ہو گا اس کی کامیابی میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ فرمانے کے بعد یہ تنبیہ ہے (-) دھوکے کی زندگی، دھوکے کی منفعتیں ہیں جن میں تم مبتلا ہو جاتے ہو اور اس دنیا میں اس دھوکے کے فوائد کے سوا، جو فوائد دکھائی دیتے ہیں مگر دھوکہ ہوتے ہیں، ان کے سوا اس زندگی کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ پس اس آیت کی تشریح تھی جو حضرت (بانی سلسلہ) فرما رہے تھے۔ اور اس آیت کے ساتھ اس مضمون کا ایک گہرا، نہ ٹوٹنے والا تعلق ہے۔

اب یہ ساری باتیں تو بہت پیاری باتیں ہیں، بہت دل چاہتا ہے انسان کا کہ میں ان لوگوں میں شمار ہو جاؤں جنہیں اس دنیا میں ہی نئی زندگی مل جائے اور قیامت کے دن آگ سے دور کیا جاؤں **لیکن آگ سے دور کیا جانا بھی ایک ایمان کو چاہتا ہے۔ جس کو آگ پر ایمان نہیں وہ آگ سے دور نہیں کیا جائے گا۔** جس کو یقین نہیں ہے کہ جس آگ کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے وہ ضرور بھڑکائی جائے گی اور جس کو آگ کی گرمی اور تمازت کا تجربہ نہیں اور تجربہ ہے تو غافل آنکھوں سے وہ اس آگ کو دیکھتا ہے اور غافل دل سے اس کو محسوس کرتا ہے ایسا شخص قیامت کے دن آگ کو دیکھے گا ۔۔ ۔۔ ۔۔

۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔ اس لئے یہ ایمان بھی تو ضروری ہے کہ جیسے جنت حق ہے ویسے جہنم بھی ایک حق ہے اور جس کو یہ یقین ہو جائے کہ قرآن کریم کی یہ باتیں سچی ہیں وہ لازماً آگ سے دور ہٹنا شروع ہو جائے گا اور اس کی باقی زندگی آگ سے دوری کا ایک سفر ہوگی۔ ہر عمل جو اس سے ظاہر ہوتا ہے اس پر غور کر کے دیکھے گا کہ یہ عمل کہیں آگ کے قریب تو نہیں کر رہا۔ اور اگر وہ سوچے اور بیدار رہے اور جان لے کہ واقعتاً یہ عمل آگ کے قریب کر رہا ہے تو دنیا کی آگ کے قریب ہونے کے اپنے تجربہ کو ذہن نشین کر کے دیکھ سکتا ہے کہ آگ ہے کس غضب کا نام، کس بلاء کو آگ کہتے ہیں۔ اور وہ آگ جو قیامت کے دن بھڑکائی جائے گی وہ اس سے بہت زیادہ شدید ہے جو اس دنیا کی آگ ہے اور اس آگ کا تجربہ ہم رکھتے ہیں اگرچہ غفلت کی حالت میں وہ تجربہ کرتے ہیں۔ ان امور کو یاد رکھنے کا طریقہ کیا ہے ان امور سے جو بیان ہوئے ہیں فائدہ اٹھانے کا طریقہ کیا ہے وہ حضرت (بانی سلسلہ) کے نزدیک خدا کے خوف کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جو انسان خدا کو غالب اور قادر سمجھے وہ اس سے ڈرتے ڈرتے زندگی بسر کرے گا۔

فرمایا "اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے **خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔**" دیکھیں یہ باتیں کتنی سادہ، کتنی پیاری، کتنی روز مرہ کے تجربے کی باتیں ہیں اور ایسی حقیقتیں ہیں جن کے دل میں جگہ پکڑنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ "خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔" تمہاری بیویاں، تمہارے بھائی، تمہاری بہنیں، تمہاری بیٹیاں یا بیویوں کے خاوند اور سب رشتے دار اور وہ جو رشتے دار نہیں بھی ہیں تمام انسان سب کے سب اللہ کے بندے ہیں۔ یہ احساس ہے جو دل میں جاگزیں ہونا ضروری ہے اور اس احساس کو اللہ کے خوف میں تبدیل کر دو۔ "**خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو" اللہ کی عظمت کے نتیجے میں دیکھو کہ ان سب پر تمہاری کیا فضیلت ہے۔ جو کچھ تھوڑی سی برتری کسی کو کسی اور پہ نصیب ہوئی ہے وہ سوائے اللہ کے فضل کے اور اس کی عظمت کے ممکن ہی نہیں تھا کہ اس کو نصیب ہوتی۔** تو انسان اپنی خوبیوں سے ایک طرح سے تہی دست ہو جاتا ہے، انسان اپنی مملکتوں سے ایک طرح سے تہی دست ہو جاتا ہے اس کی بڑائیاں، دنیا میں اچھے گھر میں پیدا ہونا یا اس کا کسی غریب کے گھر میں پیدا ہو جانا یہ چیزیں اس کے دل میں بنی نوع انسان میں تفریق نہیں کرتیں کیونکہ توحید تفریق ہونے نہیں دیتی۔ اور خدا کی عظمت کا یہ معنی ہے کہ جب اس کی عظمت دل پر راج دہانی شروع کر دے تو ہر دوسرا انسان اسی راج دہانی کے اندر ایک وجود دکھائی دیتا ہے اور اس پر کسی برتری کے احساس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ برتری اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور انسان اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے دائرے میں استعمال فرمائے تو اس کا کوئی گناہ نہیں لیکن یہ برتری تکبر یا نخوت کا رنگ اختیار کر لے تو جس حد تک وہ تکبر اور نخوت کا رنگ اختیار کرتی ہے اسی حد تک خدا کی عظمت اس سے اٹھ جاتی ہے اس حد تک اس کے دل پر وہ سایہ نہیں کرتی۔

"یاد رکھو سب اللہ کے بندے ہیں کسی پر ظلم نہ کرو۔" اب ظلم کرنے کا خیال یا واہمہ انسان کے دل میں اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب عظمت نہ ہو یعنی اللہ کی عظمت نہ ہو۔ اللہ سر پر کھڑا ہو اور اس کی عظمت جلوہ گر ہو تو ہو کیسے سکتا ہے کہ اس کے کسی بندے پر کوئی انسان ظلم کا سوچ بھی۔ "نہ تیزی کرو، نہ کسی کو حقارت سے دیکھو" اب ظلم کے بعد جو تیزی ہے یہ بہت اہم لفظ ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے۔ ظلم اور تیزی ایک دوسرے سے اٹوٹ تعلق رکھتے ہیں۔ ظلم کا خیال اگر آ جائے اور انسان اس کو مٹا دے تو وہ ظلم نہیں لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظلم کے ساتھ جب طبیعت کی تیزی داخل ہو جائے۔ ادھر غصہ آیا اور ادھر غصے کا کوئی بد نتیجہ کسی دوسرے انسان پر ظاہر کر دیا جائے یہ تیزی ہے۔ **تو حضرت (بانی سلسلہ) الفاظ کے اختیار میں بہت باریک نظر رکھتے ہیں اور بڑے حلم کے ساتھ الفاظ کو ایک دوسرے کے بعد سجاتے ہیں "کسی پر ظلم نہ کرو' نہ تیزی کرو۔" اب کسی عام آدمی کے دماغ میں یہ خیال آ ہی نہیں سکتا۔ یہ صاحب عرفان وجود کا کلام ہے۔** اور اب آپ تیزی کو ظلموں کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو آپ کو تمام دنیا میں فسادات کا فلسفہ سمجھ آ جائے گا۔ ہر فساد' ہر ظلم تیزی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان رک جائے اور فوری اثر نہ دکھائے اور اپنی تیزی کو کند کر دے یعنی اپنے حلم کے ساتھ یا خدا خوفی کے ساتھ تو دنیا فساد سے خالی ہو جائے گی۔ ساری دنیا میں تیزیاں ہیں جو دکھائی دے رہی ہیں۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ اگر اللہ کے بندے ہیں اور تم نے پہچان لئے ہیں کہ اللہ کے بندے ہیں تو جو بھی دین ہے وہ اللہ کی دین ہے۔ اگر اس نے چھوٹا پیدا کیا تو تمہارا کوئی حق نہیں کہ ایسے بندے کو حقارت سے دیکھو۔ ایسے بندے کو رحم سے دیکھنا چاہئے اور خدا کا خوف کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہئے کہ جو ظاہری بڑائی تمہیں ملی ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ تم اس حقیر بظاہر حقیر بندے کی طرف منتقل کر دو۔

"دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔" یہ ایک ایسا تجربہ ہے جو **ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ اچھے بھلے لوگوں میں' نیک جماعت کے اندر اگر کوئی گندی مچھلی مل جائے تو جیسے کہ وہ سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے ان لوگوں میں آہستہ آہستہ گندگی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔** جب تک وہ اس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اس کو اپنی مجالس میں شریک کرتے ہیں اس وقت تک وہ لازماً گندے ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس کا گہرا فلسفہ یہ ہے کہ ایسا شخص جو گند بکتا ہے یا گندی زندگی گذار رہا ہے کوئی شخص جو اللہ کی عظمت اپنے دل میں رکھتا ہو اس کے قریب ہی نہیں جائے گا' کبھی اس کو اپنی مجالس میں نہیں بیٹھنے دے گا' کبھی اپنی مجالس میں اس کی دعوت نہیں کرے گا' کبھی دعوتوں میں شریک ہو گا تو اس کے قریب نہیں پھٹکے گا۔ کوشش کرے گا کہ اچھے لوگوں کے ساتھ ایک طرف ہو جائے اور اس کے باوجود اس میں تکبر نہیں ہوتا' اس میں احتیاط ہوتی ہے۔ اب کوئی شخص کہے کہ سانپ کو بل میں گھستے ہوئے دیکھا اور دور بھاگ گئے۔ بڑے متکبر ہو جو اس طرح سانپ بے چارے سے سلوک کر رہے ہو۔ احمق ہے جو اس ہلاکت سے بچنے کو تکبر سمجھتا ہے۔ ہلاکت سے بچنے کے انتظام کرنے کو تکبر نہیں کہا جاتا۔ یہ وہ احتیاطیں ہیں جو لازم ہیں۔ یہ وہ احتیاطیں ہیں جن کا قرآن کریم میں واضح ذکر موجود ہے کہ جب **کوئی مجلس بے ہودہ سرائی کر رہی ہو اور خدا اور خدا والوں کے متعلق تحقیر کے کلمات استعمال کر رہی ہو' اگر تم سچے ایمان والے ہو تو لازم ہے کہ فوراً اٹھ کر اس مجلس سے الگ ہو جاؤ** ' اس کو تکبر نہیں کہا جاتا۔ لیکن اگر وہ لوگ صاف ستھری باتیں کریں تو مستقلاً ان سے الگ نہیں ہونا۔ جب وہ اچھی باتیں کر رہے ہوں تو ان کی باتوں کو دیکھو پھر بے شک ان سے تعلق رکھو لیکن اگر دوبارہ پھر وہ ایسا عمل کریں تو پھر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے تمہارا فرض ہے کہ ان سے قطع تعلقی کر لو۔

یہ قرآنی مضمون ہے جو حضرت (بانی سلسلہ) یہاں بیان فرما رہے ہیں۔ کسی کو حقارت سے مت دیکھو اس کے باوجود جو گندے لوگ ہیں ان سے کنارہ کشی کرو کیونکہ وہ تمہیں بھی اور تمہاری سوسائٹی کو گندہ کر دیں گے۔ بہت سے ایسے خاندانوں کی مثالیں ساری دنیا میں ملتی ہیں کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے نظام جماعت کی بے حرمتی کی ہے اور گندی مجلس والے لوگ ہیں اور مائیں یا باپ ان کو بلا کر پیار سے اپنے گھر میں جگہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی باقی اولاد پر سخت ظلم کرنے والے ہیں۔ ان سے علیحدگی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو ان سے محبت کا رشتہ نہیں رہا۔ علیحدگی کی وجہ یہ ہے کہ جو اولاد گھر میں موجود ہے یا آپ خود میاں بیوی بھی اپنے نفس کا حق تو ادا کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے شخص سے محبت کا تعلق اس طرح قائم رکھا جائے کہ اس کا زہر آپ کے اندر داخل ہو جائے۔

بعض لوگ کتوں سے بھی پیار کرتے ہیں مگر بچ کر رہتے ہیں کہ ان کا زہر آپ کے اوپر نہ اگلا جائے' ان کے دانت آپ کو زخمی نہ کر دیں۔ پس یہاں یہ معاملہ ہے جو احتیاط کا معاملہ ہے اور لوگ سمجھتے نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ **آہستہ ایسے لوگوں کے اثر سے سارا خاندان گندہ ہو جاتا ہے اور رفتہ وہ جماعت سے کٹ کے الگ ہو جاتا ہے۔ کاٹا نہ بھی جائے تو خود کٹ جاتا ہے۔** ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں یہاں بھی ہیں' امریکہ میں بھی ہیں' پاکستان میں جگہ جگہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور رفتہ رفتہ میں نے ہمیشہ ان خاندانوں کو زندگی کے سرچشمہ سے کٹ کر موت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے جو شیطانی موت ہے اور اس کے بعد پھر کوئی روحانی زندگی نہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ حضرت (بانی سلسلہ) کے ان اقتباسات کو گہری نظر سے دیکھیں گے اور غور سے سنیں گے اور دلنشیں کریں گے (-)

پس حضرت (بانی سلسلہ) کے کلمات کو غور سے دیکھیں اور ان کلمات میں سب سے بڑی اہمیت تحریروں کو نہیں جتنی زبانی کلام کو ہے جو نصیحت کے طور پر آپ نے مجلس میں کیا یا باہر کیا۔ ان کو ملفوظات کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ **اگر کسی نے حضرت (بانی سلسلہ) کی سچی' گہری شخصیت کو پہچاننا ہو تو مناظرے والی تحریروں سے الگ ملفوظات کو دیکھیں تو ملفوظات کی ایک ہی جلد ساری زندگی کو پاک صاف کرنے کے لئے کافی ہے** بلکہ ملفوظات میں سے بعض سطریں ایسی ہیں جو ساری زندگی پر حاوی ہو سکتی ہیں۔ ایک انسان ان کو غور سے پڑھے اور ان کا گہری نظر سے اور محبت سے مطالعہ کرے۔

"اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے۔"

بہت پیاری نصیحت' بہت ہی گہری' ہر انسان جانتا ہے کہ کس کس معاملے میں اس میں گرمی پائی جاتی ہے اور وہ گرمی اللہ تعالیٰ کے معاملات سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض لوگوں کی جو گرمی ہے اگر وہ غور کریں تو ان کو بتا دے گی یہ دنیاداری تھی خدا کی محبت نہیں تھی۔ پس دنیاداری کی گرمی بعض دفعہ اپنی اولاد کی نصیحت کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے' اولاد پر سختی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے مگر اس وقت جب وہ دنیا سے دور ہٹ رہے ہوں یا دنیا کی کمائی سے پیچھے ہٹ رہے ہوں۔ جن لوگوں کے دل میں اس وقت تختی پیدا ہوتی ہے وہ گرمی ہے لیکن وہ اگر غور کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ ان کی گرمی محض اللہ سے دوری کی وجہ سے تھی اور دنیا سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے تھی۔

پس فرمایا **ٹھہرو اور غور کرو' اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمے سے نکلی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کے چشمے سے نکلی ہے تو پھر یہ گرمی اور نمونے کی گرمی ہو گی اور یہ گرمی آگ سے بچانے والی گرمی ہے اور وہ**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری گرمی آگ میں ڈالنے والی گرمی ہے۔ پس اس ایک فقرے پر ہی آپ غور کریں اور دل کو ہر ایسے موقعہ پر ٹٹولیں۔ جب آپ کے اندر گرمی پیدا ہوتی ہے تو بسا اوقات آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کو اپنے نفس کے کچلے جانے سے غصہ آیا ہے یعنی وضاحت کو چھوڑ کر دوسرے معاملات کی بات اب میں کر رہا ہوں۔ کسی بات میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس گرمی کا تعلق لازماً اپنے نفس کے کچلے جانے سے ہوتا ہے جو خدا کی نظر میں مغضوب گرمی ہے جو خدا کو غضب دلانے والی گرمی ہے اس کا اللہ کی خاطر' اللہ کی رضا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس "اپنے دل کو ٹٹولو" میں جو نصیحت ہے وہ ایسی عظیم نصیحت ہے کہ آپ اگر ٹٹولیں نہ تو آپ کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا کہ دل کو ٹٹولنا ہوتا کیا ہے۔ جہاں گرمی پیدا ہو وہاں ٹٹولیں اور بعض دفعہ راکھ کے نیچے چنگارے اور کوئلے دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی بظاہر ایک راکھ نے ان کو چھپایا ہوا ہے مگر آپ جب ٹٹولیں گے تو پتہ چلے گا کہ اندر دراصل شیطانی گرمی تھی جو ایک موقع پر سر اٹھا کر باہر نکلی ہے۔ چنانچہ فرمایا "یہ مقام بہت نازک ہے۔" یہ نازک لفظ پر جو بات ختم کی ہے یہ اپنی ذات میں ایک الگ اہمیت رکھتی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ نہ بھی ٹٹولوں تو کیا فرق پڑتا ہے' زندگی گذر رہی ہے۔ فرمایا یہ مقام نازک ہے۔ اگر تم نے غفلت کی تو یہ غفلت تمہیں آگ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔ اور ہر وہ بات جو نازک ہو اس تعلق میں جس میں بیان کیا جا رہا ہے وہاں نازک سے مراد یہ ہے Critical جیسے انگریزی میں کہتے ہیں یعنی پاؤں رپٹا تو بعید نہیں کہ آپ جہنم میں جا پڑیں۔ اس لئے اس نصیحت کو پلے باندھ لو اور ہر ایسے موقعہ پر جبکہ تمہاری روح تمہیں تیزی دکھاتی محسوس ہو غور کرو کہ یہ تیزی کہاں سے آئی ہے' عقل اس کے بغیر نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس صفت کے بغیر حقیقت میں انسان عقل حاصل کر سکتا ہے۔ ساری دنیا خدا سے دوری کے نتیجے میں بے عقل ہے اور بظاہر بڑے بڑے عاقل موجود ہیں' بڑی بڑی عقل والی قومیں موجود ہیں لیکن جو فیصلے کے مواقع ہیں ان میں ہمیشہ وہ فیصلہ بظاہر اپنے حق میں کر رہے ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر جہنم کی راہ اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے مغربی قوموں کی ظاہری بڑائی سے ہرگز متاثر نہ ہوں۔ ان کی اچھی چیزیں ضرور سیکھیں۔ لیکن آج ساری دنیا کی قیادت بدنصیبی سے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کو اپنے دل کی حرارت ٹٹول کر دیکھنے کا موقع ہی نصیب نہیں ہوتا' جن کا ہر اہم فیصلہ خدا کے تعلق سے عاری ہوا کرتا ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا کہ یہ فیصلہ آیا خدا کی رضا کو حاصل کرنے والا ہے یا خدا کے غضب کو حاصل کرنے والا ہے۔

یہ مضمون ہے جس کو حضرت (بانی سلسلہ) یوں بیان فرماتے ہیں "یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔" کتنے ہیں جو اس مضمون کو جانتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں عقل دماغ کی تیزی سے پیدا ہوتی ہے' شوخی سے پیدا ہوتی ہے' لمبے علم اور لمبے تجربہ سے پیدا ہوتی ہے' یہ سب جھوٹ ہے۔ بڑے بڑے صاحب علم' بڑے بڑے صاحب دماغ' بڑے بڑے تعلیم یافتہ جب بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ خدا کی رضا سے الگ ہو کر اسے بے ضرورت سمجھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ پس ان کی عقل کا روح کی صفائی سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ عقل سے عاری ہیں۔ فرمایا "یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے۔"

یہ بھی ایک بہت عظیم الشان مضمون ہے۔ انسان جو روح کی صفائی کے نتیجے میں عقل حاصل کرتا ہے اس عقل کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ خدا کی خاطر اس فیصلے کو رد کر دے جو بظاہر دنیا میں اس کے حق میں ہونا چاہئے اور اس فیصلے کو خدا کی خاطر قبول کر لے جو ظاہرو باہر طور پر اس کے فوری مفاد کے خلاف ہو۔ اگر ایسا کرے اور واقعتاً خدا کی خاطر کرے تو محض یہ عقل نہیں ہے بلکہ عقل آخری نتیجے کے لحاظ سے عقل ہے۔ عقل کا نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ آپ کو خدا تعالیٰ ٹھوکر سے بچائے اور آپ کے مفاد کے لئے غیب سے انتظام کرے۔ جس کو یہ عقل حاصل ہو جائے کہ ہر فعل میں اور ہر فیصلے میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور کسی فیصلے میں کوئی نقصان نہیں ہے یہ وہ شخص ہے جس کو یہ یاددہانی بھی کرائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن تمہاری ہر قربانی پر نظر رکھی جائے گی۔ یہ عارضی دنیا گذر گئی تو تمہارا کوئی بھی نیک اقدام ضائع نہیں کیا جائے گا۔

لیکن اس کے علاوہ ایک اور خدا کا سلوک ہوتا ہے جو غیر معمولی طور پر' خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنی زندگی کے اہم فیصلے کرتے ہیں ان کے متعلق حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں "اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر ان کی مدد کرتا ہے۔" یہ جو فرشتے ہیں' جو سامنے کھڑا ہو کر ان کی مدد کرتے ہیں یہ بھی صاحب تجربہ کو پتہ ہے کہ ایک معاملے میں جب کوئی سہارا نہیں رہتا اچانک ایک آدمی نمودار ہو جاتا ہے۔ ہوتا تو انسان ہے مگر وہ سامنے کھڑا ہو کر مدد کر رہا ہے اور آپ کو پتہ نہیں کہ کیوں کر رہا ہے۔ کیا وجہ ہو گئی۔ اور یہ واقعات بکثرت احمدیوں کے تجربے میں ہیں' یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہوں کہ فرشتہ واقعتاً متمثل ہو کر سامنے اترتا ہے تو یہ حقیقت آپ کے لئے ایک خواب بنی رہے گی اور آپ کہیں گے ہم بھلا کہاں ایسی طاقت رکھتے ہیں۔ ہم میں کہاں ایسی ولایت اور بڑائی آ گئی کہ خدا کی خاطر کوئی فرشتہ اترے اور سامنے کھڑا ہو کر مدد کرے۔ لیکن میری ساری زندگی کا تجربہ ہے اور ہزاروں احمدی ہیں جنہوں نے اپنے تجربوں سے مجھے مطلع کیا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ایک بات بالکل ناممکن دکھائی دیتی تھی ایک آدمی ظاہر ہوا ہے اور وہ مدد کر رہا ہے اور کچھ پتہ نہیں کہ کیوں مدد کر رہا ہے۔ وہ غیب سے آتا ہے اور ایسے آدمیوں کا نام اللہ تعالیٰ نے وہ فرشتہ رکھا ہے جس کو مدد کے لئے فرمان ملتا ہے یعنی اس کو پتہ بھی نہیں کہ یہ فرمان ہو رہا ہے لیکن مدد کے لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایسا شخص جو ناممکن حالت میں کسی کو اپنی مدد کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ فرشتوں کی مدد اس طرح آیا کرتی ہے۔

"مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آسکتی۔" جو شخص بھی گندی زندگی بسر کرتا ہے خدا سے دوری کی زندگی بسر کرتا ہے اس کے دماغ کو آپ روشن نہیں دیکھیں گے۔ "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو۔" چند الفاظ ہیں کتنے وزنی ہیں کس طرح دل پر حاوی ہو جاتے ہیں "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے۔" یہ دوسرا پہلو جو ہے یہ بھی بہت ہی کار آمد اور روزمرہ کی زندگی پر اثر انداز ہونے والا پہلو ہے۔ صحبت صالحین کا فلسفہ آپ نے بیان فرمایا' تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو۔" اگر خدا تمہارے ساتھ ہو گا تو تمہیں بھی اپنی عادت میں ایسی تبدیلی پیدا کرنی ہو گی کہ تم صادق کے ساتھ رہو۔ اور "خدا تمہارے ساتھ ہو" کی پہچان بیان فرما دی۔ کوئی انسان کہہ سکتا ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کبھی مشکل میں عام آدمیوں کی بھی مدد ہو جایا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ مدد فرما دیتا ہے' مشرکین کی بھی مدد فرما دیتا ہے۔ اس سے کسی کو یہ دھوکہ نہ ہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ جب خدا ساتھ ہو تو ہر معاملے میں' زندگی کے ہر موڑ پر خدا ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کی ظاہری پہچان دیکھیں کتنی پیاری بیان فرمائی۔ صادق کے ساتھ رہو۔ اگر تمہارے ساتھ خدا ہے تمہیں وہم ہے ایک' یا خیال ہے یا یقین ہے تو پھر تم بھی تو خدا کے ساتھ رہو اور جو خدا کے ساتھ رہنے والے لوگ ہیں ان کے اندر صدق کی نشانیاں پائی جاتی ہیں' طبعاً تم ان کے ساتھ رہو گے۔ تو ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصیحت اور اس نصیحت کا جواب اور اس نصیحت کو پہچاننے کی علامتیں حضرت (بانی سلسلہ) ساتھ ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔ ایک ہی عبارت ہے جو ساری زندگی پہ حاوی ہو سکتی ہے اور اگر آپ تیزی سے پڑھ جائیں تو آپ کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ حضرت (بانی سلسلہ) کیا فرما گئے ہیں۔ اگر یقین ہو کہ حضرت (بانی سلسلہ) کا کوئی کلمہ بھی ا------ا اور حدیث اور اپنے روحانی تجربے سے الگ نہیں ہے اور ہر فقرہ پہلے فقرے سے ایک تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ یقین نہ ہو تو آپ کو حضرت (بانی سلسلہ) کی عبارتوں کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی۔ پس اب یہ دیکھیں تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو اتنا اعلیٰ تقویٰ کا پھل ہے جو بیان فرمایا گیا' ساتھ ہی ہمارے سامنے رکھا گیا صادق کے ساتھ رہو۔ اگر چاہتے ہو خدا تمہارے ساتھ ہو تو جو خدا کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ رہو اور خدا جن کے ساتھ ہے ان کے ساتھ رہو۔

"کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے" جب خدا کے سچے لوگوں کے سلوک کو قریب سے دیکھو گے تو وہ وقت ہے جب تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے گی۔ حضرت (بانی سلسلہ) ہمیشہ جماعت کو نصیحت فرماتے رہے۔ وہ لوگ جو دور سے بیعت کا خط لکھ دیا کرتے تھے اور بظاہر (ایمان والوں) میں داخل ہو جاتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ تمہارا فرض ہے کہ یہاں آؤ اور میرے پاس کچھ عرصہ ٹھہرو۔ اتنا اصرار تھا اس بات پر کہ اس زمانے کے حالات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا بوجھ کیسے اٹھاتے تھے۔ دور دراز سے یا قریب سے جس نے بھی بیعت کا لکھا اور حضرت (بانی سلسلہ) نے یہ محسوس کیا کہ اس کی تربیت کی ضرورت ہے تو آپ نے محض نصیحت کو کافی نہیں جانا بلکہ فرمایا آؤ اور میرے پاس رہو اور اس پاس رہنے کے نتیجے میں آپ کو کامل یقین تھا اور اس کا عبارتوں میں کھلم کھلا اظہار کیا کہ ہو نہیں سکتا کہ تم میرے ساتھ رہو اور خدا کا میرے ساتھ ہونا تمہیں دکھائی نہ دے۔ تم لازماً اللہ تعالیٰ کو میرے ساتھ دیکھ لو گے۔

یہ وہ مرکزی نصیحت ہے جو دراصل صحبت صالحین سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر جب انبیاء کی صحبت نصیب ہو جائے تو بڑی شان سے اس حقیقت کو آپ جلوہ گر دیکھیں گے کہ **اگر آپ واقعتاً خدا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یا خدا کے قریب ہونے کی خاطر' خدا کے کسی پاک بندے کے قریب ہوئے تو اللہ آپ کو وہاں دکھائی دے گا۔** صبح شام ہر فعل میں خدا ان کے ساتھ دکھائی دے گا۔ چنانچہ بہت سے (رفقاء) نے اپنے تجربے کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے کس طرح ہم پہلے دور سے ایمان لانے والے تھے جب قریب آئے' حضرت (بانی سلسلہ) کے ساتھ رہے تو اس ساتھ نے زندگی کی کیسی کایا پلٹ دی۔ بیان کرتے ہیں کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا تھا جب ہم خدا کے فضلوں کی بارش حضرت (بانی سلسلہ) پر نہیں دیکھتے تھے۔

تو فرمایا "صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے۔" اس کے ساتھ ہی تقویٰ کی توفیق بھی ملتی ہے۔ جو اچھے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ان کی نیکی کی توفیق بڑھ جایا کرتی ہے اور جن کو انبیاء کی صحبت نصیب ہو جائے ان کی نیکی کی توفیق تو اس طرح چھلانگیں لگاتی ہوئی آگے بڑھتی ہے کہ (رفقاء) میں' جنہوں نے بھی (رفقاء) کو دیکھا ہے' ان کو وہ رنگ دکھائی دے جائیں گے۔ (رفیق) اور غیر (رفیق) میں بہت فرق ہے۔ اور جنہوں نے (رفقاء) کے رنگ اختیار کر لئے روحانی صحبت کے لحاظ سے ان میں اور عام انسانوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس فرمایا "یہ حقیقت تمہیں معلوم ہونی چاہئے یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔"

پس اس پاک تبدیلی کے ساتھ پاک لوگوں کے گروہ بنائیں اور نیک لوگ مل کر بیٹھیں' نیک لوگ مل کر ایک دوسرے میں خدا کے آثار تلاش کریں۔ لیکن ان دعا گو پارٹیوں کی طرح نہ ہو جائیں جو ربوہ میں بھی ایک زمانے میں ہوا کرتی تھیں اور کئی اور جگہ بھی ملتی تھیں۔ کچھ لوگ بظاہر صوفیت کا لبادہ اوڑھ کر وہ چند لوگوں کو بزرگ قرار دیتے تھے' وہ ان کو بزرگ قرار دیتے ہیں' ان کا ایک جتھہ سا بن جاتا ہے اور وہ اکٹھے پھرتے ہیں' سیروں پہ بھی نکلتے ہیں اور شام کو بھی اکٹھے ہوتے ہیں' گھروں میں بھی اکٹھے ہوتے ہیں' مل کر دعائیں کرتے ہیں کہ دیکھ لو یہ نیکی ہے۔ یہ نیکی نہیں ہے۔ یہ نیکی کی حقیقت سے نا آشنائی ہے (......)

پس حضرت (بانی سلسلہ) کا یہ طریق نہیں تھا کہ چند آدمیوں کی ٹولی بنائی ہوئی ہے۔ بدوں کو بلایا کرتے تھے کہ آپ کی صحبت میں بیٹھیں اور آپ کی صحبت سے رنگ پکڑیں۔ اور بہت سے خام تھے جو اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آئے اور جب قریب پہنچے تو پھر خام نہ رہے' ان کے اندر حیرت انگیز پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ آج بھی حضرت (بانی سلسلہ) کی یہ صحبت زندہ ہے خدا کے بعض نیک بندوں میں' جنہوں نے اپنے آپ کو دین کے کاموں میں جھونک دیا ہے اور کوئی دکھاوا نہیں' کوئی اپنی بڑائی کا احساس نہیں ہے۔ عام سادہ لوح بندے ہیں جن کو اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ کوئی ان کو نیک سمجھتا ہے کہ نہیں۔ ان کو ایک دھن لگ گئی ہے کہ وہ خود نیک کام کریں اور دین کی خدمت جیسے بھی ہو سکے وہ بجا لائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آج حضرت (بانی سلسلہ) کی دعاؤں کا پھل ہیں۔ پس ان لوگوں سے تعلق بڑھاؤ اور اس طرح تعلق نہ بڑھاؤ کہ پارٹی بن کے الگ ہو جاؤ بلکہ اس طرح تعلق بڑھاؤ کہ اس تعلق کا دائرہ کمزوروں پر بھی پھیلے اور وہ بھی آپ کی صحبت کے رنگ سے رنگین ہونے لگیں۔ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ایک دوسری تحریر جس کا عنوان ہے "جماعت احمدیہ کے لئے سب سے ضروری امر" حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں' **"ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے۔"** اب یہ وہ نکتہ ہے جس کو آپ کو سمجھنا چاہئے۔ آپ کو ہمیشہ تازہ معرفت ملتی ہے۔ کون سی دنیا میں ایسی جماعت ہے جس کو ہمیشہ تازہ معرفت ملتی ہو۔ آپ کے سامنے ہمارے رسائل بھی' ہماری ایم ٹی اے بھی' ہمارے دوسرے ذرائع اور مقررین اور واعظین سارے آپ کو تازہ معرفت عطا کرتے ہیں اور جب بھی آپ استفادے کی خاطر نیک دلی سے ان کے پاس بیٹھیں گے یا ان سے فائدہ اٹھانے کی خاطر آپ اپنے دل کے دروازے کھولیں گے تو یاد رکھیں آپ وہ جماعت ہیں جن کو روزانہ تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور تازہ معرفت میں ایک اور بڑا دلچسپ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو یعنی اس جماعت کو نئے نئے نکات ہمیشہ سمجھاتا رہتا ہے۔

پس تازہ معرفت کے دونوں پہلو ہیں۔ ایک وہ معرفت جو دیکھنے والے اور سننے والے کے لئے تازہ ہی ہوتی ہے چنانچہ بسا اوقات لوگ لکھتے ہیں کہ ان نکات کو سنا ہوا تھا لیکن پوری سمجھ نہیں آئی تھی حالانکہ ہمیشہ سے اسی طرح موجود تھا قرآن میں' لیکن اب یوں لگا ہے جیسے تازہ معرفت ملی ہے۔ پس بعض دفعہ تو تازہ معرفت ایک چیز کی تازہ پہچان سے تعلق رکھتی ہے اور بعض دفعہ نشان کے طور پر آسمان سے اترتی ہے اور حضرت (بانی سلسلہ) نے اس دوسری معرفت کا ذکر بھی تازہ معرفت کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ **اگر ایک شخص اللہ سے تعلق رکھتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے اوپر تازہ معرفت اترے اور لازم ہے کہ اگر وہ خود تازہ معرمت اترتی ہوئی محسوس نہیں کرتا تو خدا کے ایسے بندوں کے قریب ہو جن پر وہ تازہ معرفت اترتی دیکھے گا' جان لے گا کہ یہ عرفان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کے دل پر نازل ہو۔**

پس فرماتے ہیں' "سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نری لاف گزاف ہی ہے۔" ساتھ ہی تازہ معرفت کے ساتھ اس عمل کی طرف بھی اشارہ فرمادیا جو معرفت کی پہچان کے لئے ضروری ہے۔ ایک آدمی کہہ سکتا ہے مجھ پر بڑی تازہ معرفتیں اتر رہی ہیں اور کئی ایسے لوگ بے چارے پھر آخر پاگل ہی ہو جایا کرتے ہیں۔ جن پہ تازہ معرفت اترتی ہے ان کے اندر پاک تبدیلیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ ان کی بدیاں جھڑتی ہیں' ان کے اندر تازہ معرفت کے نتیجے میں نئے نئے اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے وہ غفلت کی حالت میں بعض برائیوں کو پہچان نہیں سکتے جب تازہ معرفت اترتی ہے تو ان کی آنکھیں ان برائیوں کو دیکھنے لگ جاتی ہیں اور یہ سفر ایسا ہے جو جاری سفر ہے۔ میں اس سے مستثنیٰ نہیں ہوں۔ آپ میں سے کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

ہمیشہ انبیاء بھی جب تازہ معرفت اترتی دیکھتے ہیں تو اپنے دل میں نیکی کا ایک نیا رنگ ابھرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پس یہ دائمی سفر ہے ادنیٰ آدمیوں میں تازہ معرفت ان کی برائیوں پر روشنی ڈالتی ہے اور انسان ان برائیوں کو پہچاننے لگتا ہے جو پہلے سے دل میں موجود تھیں اور خیال بھی نہیں ہوتا کہ دل میں موجود ہیں یا ہماری عادتوں میں موجود ہیں یا ہمارے کہنے میں موجود ہیں لیکن موجود ہوتی ہیں اور انبیاء کی تازہ معرفت ان کی خوبیوں میں ترقی کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ **پس تازہ معرفت تو ہمیشہ پھل دکھائے گی اور ہمیشہ ایسا اثر انسان پر چھوڑے گی جس کے نتیجے میں وہ کچھ نہ کچھ تبدیل شدہ وجود دکھائی دے۔** پس وہ سارے لوگ جو دعوے کرتے ہیں اور مجھے بھی بعض دفعہ لکھتے رہتے ہیں کہ ہم تو بڑے صاحب عرفان ہیں ہم پر تازہ معرفت اترتی ہے یا لفظ یہ استعمال نہ بھی کریں تو مضمون یہی ہوتا ہے۔ ان کو بسا اوقات یہ لکھتا ہوں' سمجھاتا ہوں کہ بھئی اس تازہ معرفت نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی؟ کیا پہلے سے بہتر انسان بن گئے ہو۔ اگر اس کی پرواہی کوئی نہیں' تم سمجھتے ہو کہ تم انعامات کے وارث بنائے جا رہے ہو تو حد سے زیادہ جہالت ہے۔ یہ خدا سے دوری کا نام ہے' معرفت اس کو نہیں کہا کرتے۔

پس تازہ معرفت کی پہچان جو حضرت (بانی سلسلہ) نے فرمائی یہ ہے "اگر معرفت کا دعویٰ کرکے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کردے۔" اب یہ بھی عجیب کلام ہے کہ اس کا تعلق کیا ہوا۔ **"پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کردے اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے۔"** اب جن لوگوں کو نیک سمجھ کر آپ ان کے قریب ہوتے ہیں اگر ان کے اندر سستی پائی ہے تو وہ سستی کہیں آپ کو بھی غافل نہ کردے۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ولی اللہ اور بزرگ ہیں اور ان کا قرب آپ کے اندر پاک تبدیلی نہیں کرتا' یہ مراد ہے کہ اس صورت میں ان کی سستی آپ کو غافل کردے گی۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہم نے بہت سے ایسے بزرگی کے بت دیکھے ہیں جن کو بہت لوگ چاہتے اور ان کی عظمت کرتے ہیں مگر اپنی کسی نفسانی خواہش' اپنی کسی ذاتی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر اور مثالیں یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دعا سے ہمارا یہ کام ہو گیا' ان کی دعا سے ہمارا یہ کام ہو گیا۔ ایسا کام ہونا جو آپ کو اللہ سے غافل رکھے اور اپنی حالت میں پاک تبدیلی کی طرف توجہ نہ دلائے یہ وہ کاہلی اور سستی ہے کہ بظاہر ایک نیک آدمی کو آپ دیکھ رہے ہیں لیکن آپ کے اندر وہ پاک تبدیلی نہیں پیدا کرتا۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ اس کا عزت اور احترام سے ذکر کرتے ہیں اور یہی کافی ہے کہ آپ یہ مشہور کریں کہ اس کی دعا سے یہ کچھ ہو گیا۔ اب **میرے تعلق میں بھی جب آپ یہ مشہور کرتے ہیں کہ "اس کی دعا سے" تو مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ میں تو ہمیشہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ میری دعا سے اگر کچھ ہوا ہے اور آپ خدا کے قریب نہیں آئے جس نے آپ کو عطا کیا ہے تو آپ کی جہالت ہے اور آپ کی یہ تعریف میرے لئے مذمت ہے اور مجھے خوف دلانے والی ہے' خوشی دلانے والی نہیں۔**

پس حضرت (بانی سلسلہ) کی ان تحریروں کو غور سے دیکھیں "اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے" جب لوگ ایسے لوگوں پر اپنا بوجھ ڈالتے ہیں کہ وہ دعا کر دیں گے ہم ٹھیک ہو جائیں گے ان کو لازماً کاہلی کی جرأت ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے لئے دعا کرنے والا موجود ہے ہمیں اپنے اعمال کو نیک بنانے کی ضرورت کیا ہے۔ وہ کھلے لفظوں میں کہیں نہ کہیں لیکن ان کی زندگی آپ کو دکھاوے گی وہ تذکرے تو کریں گے کہ فلاں کی دعا سے یہ ہو گیا' فلاں کی دعا سے یہ ہو گیا۔ ہمیں کینیڈا بیٹھے یہ معاملہ حل ہو گیا' فلاں انٹرویو میں کامیاب ہو گئے لیکن اپنے نفس پر غور کریں کیا اللہ کے انٹرویو میں بھی وہ کامیاب ہوئے ہیں کہ نہیں۔؟ کیا ان کے اندر اللہ کے ان احسانات نے پاک تبدیلی پیدا کی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں کی تو یہ محض لاف و گزاف ہے۔

پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاف و گزاف کی زندگی سے نجات بخشے اور جیسا کہ حضرت (بانی سلسلہ) نیکیوں کی گہرائی میں اتر کر تعریف فرماتے ہیں اس تعریف کو سمجھ کر اپنے اندر پاک تبدیلی کی توفیق عطا فرمائے۔

★......★......★......★

تازہ معرفت

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبہ جمعہ مورخہ 98-2-20 میں
"تازہ معرفت" کا مضمون سن کر' حافظ شیرازی کی زمین میں

حسن تمام رنگ و بو تازہ بتازہ نَو بہ نَو	عشق تمام آرزو تازہ بتازہ نَو بہ نَو
شہرہ ہے اس کے حسن کا چرچا ہے اپنے عشق کا	قریہ بہ قریہ کو بکو تازہ بتازہ نو بہ نو
لہر بہ لہر رَو بہ رَو حکمت و معرفت رواں	دریا بدریا جو بجو تازہ بتازہ نو بہ نو
نکتہ دل کشا نیا' مژدۂ جانفزا نیا	لاتا ہے یار پاک خو تازہ بتازہ نو بہ نو
صوت و صدا ہے شش جہت قول بلیٰ کی بازگشت	جلوۂ حق چہار سو تازہ بتازہ نو بہ نو
خطبہ خطاب و درس و وعظ ہے یہ متاع سوز و ساز	جس سے ہے روح کی نمو تازہ بتازہ نو بہ نو
اپنا نصیب از ازل اپنا نصیب تا ابد	عزت و شرف و آبرو تازہ بتازہ نو بہ نو
قصے کہانیاں ترے تازہ تریں نشاں مرے	دیکھ مرا بھرا سبو تازہ بتازہ نو بہ نو
ہجر میں وصل کا مزہ ایم ٹی اے تجھ سے پالیا	دید و شنید رُوبرو تازہ بتازہ نو بہ نو
قلب بہ چھلک چھلک گئے اشک ڈھلک ڈھلک گئے	کرتے ہیں اہل دل وضو تازہ بتازہ نو بہ نو
حافظ خوش نگر کہتا ہے کس طرح ظفر	تیری زمیں میں ہو بہو تازہ بتازہ نو بہ نو

ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج کا دن 4- مئی

تاریخ عالم-1799ء کو ٹیپو سلطان میدان جنگ میں انگریزوں کے خلاف لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ ان کا اپنا نام فتح علی تھا لیکن مشہور وہ اپنے عرفی نام ٹیپو سے ہوئے۔

1799ء کو ٹیپو سلطان اور انگریزوں کے درمیان آخری جنگ ہوئی جس میں مرہٹوں اور نظام حیدر آباد کی غداری کی وجہ سے سلطان کو شکست ہوئی۔ ان کی نیکی اور شجاعت کی وجہ سے ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔

1854ء کو ہندوستان کا پہلا باقاعدہ ڈاک ٹکٹ جاری ہوا۔ لیکن اس سے پہلے یکم جولائی 1852ء کو سندھ میں ڈاک کا سسٹم جاری ہو چکا تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی نے رائج کیا تھا۔ اس لئے سندھ ڈاک کے ٹکٹوں کو ہندوستان کے پہلے ڈاک ٹکٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر ہندوستان کے محکمہ ڈاک نے ان کی سرکاری حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

1904ء کو نہر پانامہ کی کھدائی کا آغاز ہوا۔ یہ نہر شمالی اور جنوبی امریکہ کے درمیان بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو ملاتی ہے۔ اس سے مختلف براعظموں اور ملکوں کے درمیان بے شمار فاصلے کم ہو گئے اور تجارت اور سفر میں بہت زیادہ آسانیاں پیدا ہوئیں اس نہر نے قرآن کریم کی ایک زبردست پیشگوئی کو پورا کیا ہے۔

1905ء کو اردو کے نامور شاعر اختر شیرانی پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام محمد داؤد خان تھا۔ اختر تخلص کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم ٹونک سے حاصل کی پھر 1920ء میں لاہور آ گئے جہاں ان کے والد حافظ محمود شیرانی اسلامیہ کالج لاہور میں پروفیسر تھے۔ لاہور سے منشی فاضل اور ادیب فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد انہوں نے شعر و شاعری اور مضمون نگاری شروع کی۔ انہوں نے ہمایوں' انتخاب' اختر اور شاہکار کی ادارت بھی کی۔

وہ ایک رومانوی شاعر ہیں۔ اور ان کی تمام شاعری پر جوانی چھائی ہوئی ہے۔ ان کی شاعری کی روح تغزل ہے۔ اور ان کا ایک اپنا انفرادی رنگ ہے۔ ان کے آٹھ شعری مجموعے شائع ہوئے ہیں اور چند نثری مجموعے بھی۔

ان کی وفات 43 سال کی عمر میں 9- ستمبر 1948ء کو ہوئی۔

1966ء کو پاکستان کا پہلا بحری جہاز "العباس" سمندر میں اتار اگیا۔

1979ء کو مسز مارگریٹ تھیچر برطانیہ کی پہلی خاتون وزیر اعظم بنیں جو اس عہدے پر 23- نومبر 1990ء تک تقریباً گیارہ سال فائز رہیں۔

اپنے دور حکومت میں انہیں آئرن لیڈی کا عوامی خطاب دیا گیا اور انہوں نے اپنے دور اقتدار میں واقعی خوب دبدبے سے حکومت کی اور برطانیہ کا میچ بلند رکھا۔

بیت الاقصیٰ میں خطبہ

ربوہ۔ یکم- مئی 1998ء- آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا جمیل الرحمان رفیق صاحب سیکرٹری حدیقۃ المبشرین نے پڑھائی اور خطبہ دیا۔ خطبہ میں آپ نے اطاعت امام پر روشنی ڈالی اور نماز کے حوالے سے اس مضمون کو واضح کیا۔

ضرورت لیڈی انسٹرکٹرز

کالج ہذا میں FOXPRO اور WINDOWS APPLICATIONS پڑھانے کے لئے لیڈی انسٹرکٹرز کی ضرورت ہے۔ درس و تدریس کی خواہشمند خواتین بذریعہ فون نمبر 212034 یا سہ پہر 3 بجے سے شام 6 بجے تک کالج آکر بالمشافہ رابطہ کریں۔

نیشنل کالج برائے کمپیوٹر اسٹڈیز۔23- شکور پارک، ربوہ

محمود ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک اقصیٰ چوک ربوہ فون رہائش 213133

جرمنی سیل بند پوٹینسی سے تیار کردہ 117 ادویات کا دیدہ زیب بریف کیس	10ML پوٹینسی دوائی	6X 200	1M	10M CM
10ML شولپ طرز جرمنی شیشی میں =/1300	شولپ طرز جرمنی شیشی	8/=	9/=	10/=
10ML پیکانہ " " =/1200	پیکانہ " "	7/=	8/=	9/=
10ML ورائٹی (سادہ بکس) =/1000	عام پلاسٹک ڈراپر	6/=	6/=	7/=
نسخہ جات =/17	117 ادویات کا خالی بریف کیس =/540	سادہ بکس =/240		

PIM's STUDIO

معیاری فوٹوگرافی جدید آلات سے اپنی زندگی کے یادگار لمحات محفوظ کرنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں

B-64 دوکان نمبر 3 لالہ رخ واہ کینٹ

نادر موقع

کہکشاں کالونی میں 2 عدد پلاٹ برائے فوری فروخت =/5000 کی کمی کے ساتھ فوری رابطہ۔

مزید معلومات کیلئے

کہکشاں پراپرٹی سنٹر ربوہ

211842

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ

T. M. EXCHANGE

329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)

TEL 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

PLEASE CONTACT

AUSTRALIA	DR. SHAHID CHOHAN	Ph.2-93515108
CANADA	USMAN MALIK	Ph.416-663-1706
U.K.	JEAN SHAW	Ph.171-935-0911

سونے کے سیٹ • کڑے • چوڑیاں

سندھی لونگ

فینسی جیولرز محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

دوکان 212868 رہائش 212867

پتہ بیرون

خوشخبری

آپ کی اور آپ کے بچوں کی صحت کا ضامن امریکہ سے درآمد شدہ

AQUA WATER FILTERS

جراثیم سے پاک قدرتی طور پر فلٹر اور خوش ذائقہ حل شدہ حصول لئے ایک فلٹر کی بدولت اب آپ کے گھر میں انتہائی مناسب قیمت میں ممکن ہے آج ہی رابطہ کیجئے

ڈسٹری بیوٹرز

AQUA SAFE

پوسٹ کالج روڈ ربوہ فون 211212 PP

سٹاکسٹس:۔

• خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ 212831
• خالد سینیٹری ورکس کالج روڈ ربوہ 211225
• احسان جنرل سٹور گولبازار ربوہ 211006

کریسنٹ گریمر اسکول

کی تمام برانچز میں نرسری تا دہم (سائنس و آرٹس) میں داخلے شروع ہیں

فون آفس: 213239 فون رہائش: 211477

بھائی بھائی گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ چیمہ مارکیٹ ربوہ

211158 (گلی کے اندر)

جرمن و لوکل ہومیوپیتھک ادویات

ہر قسم کی جرمن و لوکل ہومیوپیتھک ادویات مدر ٹنکچرز' پوٹینسیاں' بائیو کیمک ادویات' گولیاں' ٹکیاں' شوگر آف ملک اور ہومیوپیتھک کتب کی بارعایت خریداری کا مرکز۔ خالی ڈبیاں اور ڈراپرز بھی دستیاب ہیں۔ 117 ادویات کا دیدہ زیب بریف کیس بھی دستیاب ہے۔

کیور یٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گولبازار ربوہ فون 771-213156- فیکس (04524-212299)